فہم القرآن

ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

نظر ثانی : حافظ محمد زبیر

سورۃ البقرۃ (مسلسل)

آیت ۱۷۴

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۙ اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْہِمْ ۚ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝﴾

ب ط ن

بَطَنَ (ن) بَطْنًا: چھپا ہوا ہونا' پوشیدہ ہونا۔ ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنْہَا وَمَا بَطَنَ ۚ﴾ (الانعام:۱۵۲) ''اور تم لوگ قریب مت جاؤ بے حیائیوں کے' جو ظاہر ہوا اس سے اور جو پوشیدہ رہا۔''

بَاطِنٌ: (اسم الفاعل کے وزن پر صفت): پوشیدہ ہونے والا' یعنی پوشیدہ۔ ﴿وَذَرُوْا ظَاہِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَہٗ ۚ﴾ (الانعام:۱۲۱) ''اور تم لوگ چھوڑ دو گناہ کے ظاہر کو اور اس کے پوشیدہ کو۔''

بِطَانَۃٌ جمع بَطَائِنُ: رازدار' بھیدی' کپڑے کا استر۔ ﴿لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ﴾ (آل عمران:۱۱۸) ''تم لوگ مت بناؤ کسی کو رازدار اپنوں کے سوا۔'' ﴿مُتَّکِئِیْنَ عَلٰی فُرُشٍ

بَطَائِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ﴾ (الرحمٰن:٥٤) ''ٹیک لگائے ہوئے بچھونوں پر' ان کے استر بھڑ کیلے ریشم کے ہوں گے۔''

بَطْنٌ ج بُطُوْنٌ : پیٹ' کسی وادی کا نشیبی حصہ۔ ﴿فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰى بَطْنِهٖ ﴾ (النور:٤٥) ''تو اُن میں سے کوئی ہے جو چلتا ہے اپنے پیٹ کے بل۔'' ﴿وَهُوَ الَّذِىْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ﴾ (الفتح:٢٤) ''اور وہی ہے جس نے روکا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو اُن سے مکہ کے نشیب میں۔'' آیت زیر مطالعہ میں لفظ ''بُطُوْنٌ'' (جمع) آیا ہے۔

ترکیب : ''يَكْتُمُوْنَ'' کا مفعول ''مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ'' ہے۔ ''بِهٖ'' میں ''ہٗ'' کی ضمیر ''مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ'' کے لیے ہے۔ ''مَا يَاْكُلُوْنَ'' سے ''النَّارَ'' تک جملہ منفی ہے اس لیے ''اِلَّا'' غیر موثر ہے اور ''يَاْكُلُوْنَ'' کا مفعول ہونے کی وجہ سے ''النَّارَ'' منصوب ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ : بیشک وہ لوگ جو	يَكْتُمُوْنَ : چھپاتے ہیں
مَا : اس کو جو	اَنْزَلَ : اتارا
اللّٰهُ : اللہ نے	مِنَ الْكِتٰبِ : کتاب میں سے
وَيَشْتَرُوْنَ : اور وہ لوگ خریدتے ہیں	بِهٖ : اس کے بدلے
ثَمَنًا قَلِيْلًا : تھوڑی قیمت	اُولٰٓئِكَ : وہ لوگ
مَا يَاْكُلُوْنَ : نہیں کھاتے	فِىْ بُطُوْنِهِمْ : اپنے پیٹوں میں
اِلَّا : مگر	النَّارَ : آگ
وَلَا يُكَلِّمُهُمُ : اور کلام نہیں کرے گا ان سے	اللّٰهُ : اللہ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ : قیامت کے دن	وَلَا يُزَكِّيْهِمْ : اور نہ اُن کا تزکیہ کرے گا
وَلَهُمْ : اور ان کے لیے ہے	عَذَابٌ اَلِيْمٌ : ایک دردناک عذاب

نوٹ (١) : ''يَكْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ'' کی ''تفسیر نعیمی'' میں ان الفاظ سے وضاحت کی گئی ہے: ''چھپانا یہ بھی ہے کہ کتاب کے مضمون پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیا جائے''۔ آج کل ہمارے معاشرے میں کچھ لوگ درسِ قرآن میں جانے سے اور ترجمہ و تفسیر سے قرآن کا

© rasailojaraid.com

مطالعہ کرنے سے لوگوں کو روکتے ہیں اور یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ علم کتابوں میں نہیں ملتا۔ ایسے لوگوں کو ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے کہ وہ کس جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

آیت ۱۷۵

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ﴾

ترکیب: ''فَمَا'' میں ''مَا'' اسم تعجب ہے اور مبتدأ ہے۔ ''اَصْبَرَ'' فعل' اس کا فاعل اس میں شامل ''ھُوَ'' کی ضمیر ہے جو ''مَا'' کے لیے ہے اور ''ھُمْ'' اس کی ضمیر مفعولی ہے۔ ''اَصْبَرَھُمْ'' جملہ فعلیہ مبتدأ '' مَا'' کی خبر ہے اور ''عَلَى النَّارِ'' متعلق خبر ہے۔

ترجمہ:

اُولٰٓئِكَ: وہی لوگ ہیں	الَّذِيْنَ: جنہوں نے
اشْتَرَوُا: خریدا	الضَّلٰلَةَ: گمراہی کو
بِالْهُدٰى: ہدایت کے بدلے	وَالْعَذَابَ: اور عذاب کو
بِالْمَغْفِرَةِ: مغفرت کے بدلے	فَمَآ: تو کس چیز نے
اَصْبَرَھُمْ: صبر دیا ان کو	عَلَى النَّارِ: آگ پر

نوٹ (۱): اوپر ترکیب میں بتایا گیا ہے کہ ''مَا'' اسم تعجب ہے۔ اس سلسلہ میں یہ سمجھ لیں کہ مَا اَفْعَلَهٗ اور اَفْعِلْ بِهٖ دو وزن ہیں جو اظہار تعجب کے لیے آتے ہیں اور ان کو ''تعجب کے دو صیغے'' (صِيْغَتَا التَّعَجُّبِ) کہتے ہیں۔ جیسے ''مَا اَحْسَنَهٗ'' (کس چیز نے حسین بنایا اس کو) یا ''مَا اَحْسَنَ رَشِيْدًا'' (کس چیز نے حسین بنایا رشید کو)۔ اس کی ترکیب اوپر بتا دی گئی ہے اور لفظی ترجمہ بھی دے دیا گیا ہے' لیکن اس کا مفہوم یہ ہے کہ رشید کتنا حسین ہے! اس طرح ''مَا اَصْبَرَھُمْ عَلَى النَّارِ'' کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ کتنے ثابت قدم ہیں آگ پر!

اسی طرح ''اَحْسِنْ بِهٖ'' یا ''اَحْسِنْ بِرَشِيْدٍ'' میں ''اَحْسِنْ'' فعل امر ہے۔ ''بِ'' زائدہ ہے اور ''ہٗ'' ضمیر مفعولی ہے۔ ''بِرَشِيْدٍ'' میں بھی ''بِ'' زائدہ ہے اور ''رَشِيْدٍ'' مفعول ہے۔ اس طرح اس کا لفظی ترجمہ ہوگا ''تو خوبصورتی دے اس کو'' یعنی تو خوبصورت سمجھ اس کو۔ اور ''تو خوبصورتی دے رشید کو'' یا ''تو خوبصورت سمجھ رشید کو''۔ لیکن مفہوم یہی ہے کہ رشید کتنا خوبصورت ہے!

آیت ۱۷۶

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ﴾

ب ع د

بَعُدَ (ک) بُعْدًا : دور ہونا۔ ﴿وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ﴾ (التوبۃ:۴۲) ''اور لیکن دُور ہوئی اِن پر مسافت۔''

بَعِدَ (س) بَعَدًا : تباہ و برباد ہونا' ہلاک ہونا۔ ﴿اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ﴾ (ھود) ''خبردار! ہلاکت ہے اہل مدین کے لیے جیسے ہلاک ہوئے ثمود۔''

بَعِيْدٌ: (فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے): دُور۔ ﴿ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ﴾ (الحج) ''یہی دُور کی گمراہی ہے۔''

بُعْدٌ (اسم ذات): دُوری یا فاصلہ' ہلاکت۔ ﴿يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ﴾ (الزخرف:۳۸) ''کاش میرے اور تیرے مابین دو مشرقوں کا فاصلہ ہوتا۔'' ﴿اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ﴾ (ھود) ''خبردار! ہلاکت ہے اہل مدین کے لیے جیسے ہلاک ہوئے ثمود۔''

بَعْدٌ (ظرف زمان) : کسی کے پیچھے یا بعد۔ یہ زیادہ تر مضاف بن کر آتا ہے۔ اگر اس کا مضاف الیہ مذکور ہو تو ظرف ہونے کی وجہ سے ''بَعْدَ'' آتا ہے اور اگر محذوف ہو تو پھر یہ مبنی بر ضمہ (بَعْدُ) ہوتا ہے۔ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا﴾ (آل عمران:۸) ''اے ہمارے ربّ! تو ٹیڑھا مت کر ہمارے دلوں کو اِس کے بعد کہ تو نے ہدایت دی ہم کو۔'' ﴿ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ﴾ (البقرۃ:۵۲) ''پھر ہم نے معاف کیا تم لوگوں کو اس کے بعد۔'' ﴿لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ﴾ (الروم:۴) ''اللہ کے لیے ہی ہیں سب کام اس سے پہلے اور اس کے بعد۔''

اَبْعَدَ (افعال) اِبْعَادًا : دور کرنا' دور رکھنا۔

مُبْعَدٌ (اسم المفعول) : دُور کیا ہوا' دُور رکھا ہوا۔ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ﴾ (الانبیاء) ''بیشک جن لوگوں کے لیے آگے آئی ہماری طرف سے نیکی وہ لوگ اس سے دور رکھے جائیں گے۔''

© rasailojaraid.com

بَاعَدَ (مفاعلہ) مُبَاعَدَۃً: کسی کو کسی سے دور کرنا۔

بَاعِدْ (فعل امر): تو دُور کر دے۔ ﴿رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا﴾ (سبا:۱۹) ''اے ہمارے ربّ! تو دور کر دے (یعنی دراز کر دے) ہمارے سفروں کے درمیان کو۔''

ترکیب : ''ذٰلِکَ'' کا اشارہ گزشتہ آیت میں مذکور عذاب کی طرف ہے۔ ''بِاَنَّ'' کا ''بِ'' سببیہ ہے۔ ''اَنَّ'' کا اسم لفظ ''اَللّٰہَ'' ہے' اس لیے منصوب ہے۔ ''نَزَّلَ الْکِتٰبَ'' جملہ فعلیہ ''اَنَّ'' کی خبر ہے' اس لیے ترجمہ میں لفظ ''ہے'' کا اضافہ ہوگا۔ ''بِالْحَقِّ'' متعلق خبر ہے۔ ''اَلَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْکِتٰبِ'' یہ پورا جملہ ''اِنَّ'' کا اسم ہے' اس کی خبر محذوف ہے جو ''قَائِمٌ'' ہو سکتی ہے۔ ''لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ'' قائم مقام خبر ہے۔

ترجمہ:

ذٰلِکَ: وہ	بِاَنَّ: اس سبب سے کہ
اللّٰہَ: اللہ نے	نَزَّلَ: اُتارا ہے
الْکِتٰبَ: کتاب کو	بِالْحَقِّ: حق کے ساتھ
وَاِنَّ: اور یقیناً	الَّذِیْنَ: جن لوگوں نے
اخْتَلَفُوْا: اختلاف کیا	فِی الْکِتٰبِ: کتاب میں

لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ: وہ لوگ دور کی مخالفت میں ہیں

نوٹ (۱): اہل کتاب نے اللہ کے دین کو اتنا مسخ کر دیا تھا کہ یہ معلوم کرنا ممکن نہ رہا کہ حلال کیا ہے' حرام کیا ہے اور حق کیا ہے' باطل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کر کے حق و باطل کو پوری طرح واضح کر دیا۔ دور کی مخالفت سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی چیز کی مخالفت میں اتنی دُور نکل جائے کہ اسے اپنے نفع و نقصان کا بھی ہوش نہ رہے اور وہ مغفرت کو چھوڑ کر عذاب خریدنے لگے۔

آیت ۱۷۷

﴿لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ

وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ط
وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

ی ت م

یَتِمَ (س) یَتْمًا: چھوٹے بچے کا والدین کی شفقت سے محروم ہونا۔

یَتِیْمٌ ج یتامٰی (فَعِیْلٌ کے وزن پر صفتِ مشبہ کا صیغہ): انسانوں میں ایسا بچہ جس کا باپ مرگیا ہو۔ جانوروں میں ایسا بچہ جس کی ماں مرگئی ہو۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

س ب ل

سَبَلَ (ن) سَبْلًا: لٹکنا' بہنا' رواں دواں ہونا۔

سَبِیْلٌ (ج) سُبُلٌ: فَعِیْلٌ کا وزن ہے۔ متعدد معانی میں آتا ہے: (۱) آسان راستہ' کھلی سڑک۔ ﴿وَاِنَّھَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ﴾ (الحجر:۷۶) ''اور یقیناً وہ (یعنی بستی) ایک مستقل سڑک پر واقع ہے۔'' ﴿الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مِھٰدًا وَّجَعَلَ لَکُمْ فِیْھَا سُبُلًا﴾ (الزخرف:۱۰) ''جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو فرش اور اس نے بنائے تمہارے لیے اس میں راستے۔'' (۲) راہ' طریقہ (کسی نظریہ یا ضابطہ کے مطابق عمل کرنے کا طریقہ) ﴿وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی﴾ (النساء:۱۱۵) ''اور جس نے پیروی کی مؤمنوں کے طریقے کے علاوہ' تو ہم پھیر دیں گے اس کو اُدھر جدھر وہ پھرا۔'' ﴿وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ﴾ (الانعام:۵۵) ''اور تاکہ واضح ہو جائے مجرموں کا طریقہ۔'' ﴿وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ وَقَدْ ھَدٰنَا سُبُلَنَا﴾ (ابراھیم:۱۲) ''اور ہمیں کیا ہے کہ ہم توکل نہ کریں اللہ پر اس حال میں کہ اس نے ہمیں راہنمائی دی ہے ہمارے طریقوں کی۔'' (۳) راہ' ذریعہ (کسی تک پہنچنے یا خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ)۔ ﴿وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ﴾ (البقرۃ:۱۹۵) ''اور تم لوگ خرچ کرو اللہ کی راہ میں۔'' ﴿وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت:۶۹) ''اور جن لوگوں نے جدوجہد کی ہمارے لیے ان کی ہم لازماً راہنمائی کریں گے اپنی راہوں کی۔'' (۴) الزام (کسی پر گرفت حاصل کرنے کا ذریعہ) ﴿مَا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ﴾ (التوبۃ:۹۱) ''بلا کم و کاست کام کرنے والوں پر کوئی الزام نہیں ہے۔''

ر ق ب

رَقَبَ (ن) رَقُوْبًا: نگہبانی کرنا' انتظار کرنا' کسی بات کا لحاظ کرنا۔ ﴿لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ

© rasailojaraid.com

مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً﴾ (التوبۃ: ۱۰) ''وہ لوگ لحاظ نہیں کرتے کسی مؤمن سے قرابت داری کا اور نہ ذمہ داری کا۔''

رَقِیْبٌ (فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت مشبہ): نگہبانی کرنے والا' نگہبان۔ ﴿مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ﴾ (ق:۱۸) ''مُنہ سے نہیں نکلتی کوئی بات مگر یہ کہ اس کے پاس ہے ایک چوکس نگہبان۔''

رَقَبَةٌ (ج) رِقَابٌ (اسم ذات): گردن (کیونکہ گردن کو مختلف سمت میں گردش دے کر انسان نگہبانی کرتا ہے)۔ ﴿فَکَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ﴾ (المائدۃ:۸۹) ''تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اس کے اوسط سے جو تم لوگ کھلاتے ہو اپنے گھر والوں کو یا ان کو (دس مسکینوں کو) کپڑا پہنانا ہے یا کسی گردن کا آزاد کرنا ہے۔'' تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ کسی غلام کو آزاد کرانے کے لیے عربی محاورہ ہے۔ ﴿فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ﴾ (محمد:٤) ''پس جب تم لوگ مقابل ہو ان کے جنہوں نے کفر کیا تو گردنوں کا مارنا ہے۔''

تَرَقَّبَ (تفعّل) تَرَقُّبًا: کسی چیز سے بچنے کے لیے خود اپنی نگہبانی کرنا' چوکنا ہونا۔ ﴿فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ﴾ (القصص:۲۱) ''تو وہ نکلا وہاں سے ڈرتے ہوئے' اپنی نگہبانی کرتے۔''

اِرْتَقَبَ (افتعال) اِرْتِقَابًا: اہتمام سے انتظار کرنا۔

اِرْتَقِبْ (فعل امر): تو انتظار کر۔ ﴿فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ﴾ (الدُّخان:۱۰) ''پس تو انتظار کر اُس دن کا جب آسمان لائے گا ایک واضح دھواں۔''

مُرْتَقِبٌ (اسم الفاعل): انتظار کرنے والا۔ ﴿فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ﴾ (الدُّخان:۵۹) ''پس تو انتظار کر' بے شک وہ لوگ بھی انتظار کرنے والے ہیں۔''

ترکیب: استاد محترم پروفیسر حافظ احمد یار مرحوم کی یہ رائے ہے' اور میرا ذہن اسی کو ترجیح دیتا ہے' کہ ''اَنْ تُوَلُّوْا'' سے ''وَالْمَغْرِبِ'' تک پورا جملہ ''لَیْسَ'' کا اسم ہے' جبکہ ''اَلْبِرَّ'' اس کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اسے تاکید کے لیے مقدم کیا گیا ہے اور اس پر لامِ جنس ہے۔ ''اَنْ'' کی وجہ سے ''تُوَلُّوْا'' مضارع منصوب ہے۔ اس کا فاعل اس میں شامل ''اَنْتُمْ'' کی ضمیر ہے۔ ''وُجُوْهَکُمْ'' مفعول ہے اور ''قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ'' مفعول فیہ ہے۔

''لٰکِنَّ'' کا اسم ہونے کی وجہ سے ''الْبِرَّ'' منصوب ہے اور ''مَنْ'' اس کی خبر ہے۔ یہ ''مَنْ'' موصولہ ہے اور ''اٰمَنَ بِاللّٰهِ'' سے ''اِذَا عَاهَدُوْا'' تک کے جملے اس کا صلہ ہیں۔ ''اَلْيَوْمَ'' سے ''النَّبِيّٖنَ'' تک تمام الفاظ سے پہلے حرف جر ''بِ'' محذوف ہے اس لیے یہ سب مجرور ہیں۔

''اٰتَى'' سے پہلے ''مَنْ'' محذوف ہے۔ ''الْمَالَ'' اس کا مفعول اوّل ہے۔ ''عَلٰى حُبِّهٖ'' متعلق فعل ہے اور اس میں ''هٗ'' کی ضمیر ''الْمَالَ'' کے لیے ہے۔ ''ذَوِي الْقُرْبٰى'' سے ''فِي الرِّقَابِ'' تک ''اٰتَى'' کے مفعول ثانی ہیں۔ اسی طرح ''اَقَامَ الصَّلٰوةَ''۔ ''اٰتَى الزَّكٰوةَ'' اور ''الْمُوْفُوْنَ'' سے پہلے بھی ''مَنْ'' محذوف ہے۔

اردو میں ہم کہتے ہیں ''حامد کو شاباش ہے''۔ یہ دراصل ایک جملے کا تخفیف شدہ محاورہ ہے۔ پورا جملہ تھا ''میں حامد کو شاباش دیتا ہوں''۔ اس جملے میں حامد مفعول ہے۔ عربی میں کسی کی تعریف کرنے کے اس انداز کا محاورہ یہ ہے کہ صرف مفعول کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی ''حامد کو شاباش ہے'' کا عربی محاورہ میں ترجمہ ہوگا ''وَحَامِدًا''۔ اس انداز کو اِضمارِ اَعْنِی کہتے ہیں۔ اب نوٹ کر لیں کہ اس آیت میں ''وَالصّٰبِرِيْنَ'' اِضمارِ اَعْنِی کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ:

لَيْسَ الْبِرَّ : کل نیکی یہی نہیں ہے — اَنْ تُوَلُّوْا : کہ تم لوگ پھیر لو

وُجُوْهَكُمْ : اپنے چہروں کو — قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ : مشرق اور مغرب کی طرف

وَلٰكِنَّ : اور لیکن (بلکہ) — الْبِرَّ : نیکی

مَنْ : اس کی ہے جو — اٰمَنَ : ایمان لایا

بِاللّٰهِ : اللہ پر — وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ : اور آخری دن پر

وَالْمَلٰٓئِكَةِ : اور فرشتوں پر — وَالْكِتٰبِ : اور کتاب پر

وَالنَّبِيّٖنَ : اور نبیوں پر — وَاٰتَى : اور (جس نے) دیا

الْمَالَ : مال — عَلٰى حُبِّهٖ : اس کی محبت کے باوجود

ذَوِي الْقُرْبٰى : قرابت داروں کو — وَالْيَتٰمٰى : اور یتیموں کو

© rasailojaraid.c

وَالْمَسٰكِيْنَ :اور مسکینوں کو
وَابْنَ السَّبِيْلِ: اور راستے کے بیٹے (مسافر) کو
وَالسَّآئِلِيْنَ :اور مانگنے والوں کو
وَفِي الرِّقَابِ: اور گردنوں (غلاموں) کے آزاد کرانے میں
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ :اور (جس نے) قائم کیا نماز کو
وَاٰتَى الزَّكٰوةَ : اور (جس نے) پہنچایا زکوٰۃ کو
وَالْمُوْفُوْنَ :اور (جو) پورا کرنے والے ہیں
بِعَهْدِهِمْ :اپنے عہد کو
اِذَا :جب بھی
عٰهَدُوْا: وہ لوگ باہمی معاہدہ کریں
وَالصّٰبِرِيْنَ :اور ثابت قدم رہنے والے
فِي الْبَاْسَآءِ :(فقر وفاقہ کی) سختیوں میں
وَالضَّرَّآءِ :اور تکالیف میں
وَحِيْنَ الْبَاْسِ :اور گھسان کی جنگ کے وقت
اُولٰٓئِكَ :یہ
الَّذِيْنَ :وہ لوگ ہیں جنہوں نے
صَدَقُوْا :سچ کر دکھایا (نیکی کو)
وَاُولٰٓئِكَ :اور یہ لوگ
هُمُ الْمُتَّقُوْنَ :ہی متقی ہیں

نوٹ (۱) : عربی میں کسی قریبی چیز کی بلندی اور عظمت کے اظہار کے لیے اشارہ قریب کے بجائے اشارۂ بعید استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی لحاظ سے اس آیت میں ''اُولٰٓئِكَ'' کا ترجمہ ''وہ'' کے بجائے ''یہ'' کیا گیا ہے۔

نوٹ (۲) : کتاب ''آسان عربی گرامر'' حصہ اوّل کے پیراگراف ۷:۱۹ میں آپ کو بتایا گیا تھا کہ لفظ ''ذُوْ'' (والا) جب مضاف بن کر آتا ہے تو رفع' نصب اور جر میں یہ ''ذُوْ۔ ذَا۔ ذِی'' استعمال ہوتا ہے۔ اب نوٹ کر لیں کہ اس کی جمع رفع میں ''ذَوُوْ'' اور نصب وجر دونوں میں ''ذَوِیْ'' آتی ہے۔ اس آیت میں مفعول ہونے کی وجہ سے ''ذَوِیْ'' منصوب ہے۔

نوٹ (۳) : یہ آیت تحویل قبلہ کے حکم کا تتمہ ہے۔ اس حکم سے ذہنوں میں جو الجھن پیدا ہوئی تھی اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان نیکی کے کسی جزو کو ہی کُل نیکی سمجھ بیٹھتا ہے۔ اس

(باقی صفحہ 46 پر)